نُورٌ لِكِي وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا — درسِ حدیث — عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان "خانقاہِ حامدیہ چشتیہ" رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ "انوار مدینہ" کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی علیہ السلام کا خصوصی لگاؤ۔ فقہ حنفی کا مدار اِنہی پر ہے

تخریج و تزئین : مولانا سید محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۲ سائیڈ اے/ ۸۴-۱۲-۲۱

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو ایک عرصہ تک ہم یہ سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو ہیں وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں میں داخل ہیں۔ رجل من اهل بيت النبى ﷺ اور وجہ کیا تھی اس کی، فرماتے ہیں لما نرى من دخوله ودخول امه على النبى ﷺ ہم یہ دیکھتے تھے کہ وہ اور اُن کی والدہ ماجدہ دونوں جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بہت زیادہ آتے جاتے تھے تو اس سے ہمیں گویا یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ لوگ رشتہ دار ہیں، رشتہ دار ہی نہیں بلکہ اہلِ بیت میں ہیں، گھر والوں میں ہیں یہ لوگ۔

مزید خصوصیت :

آقائے نامدار ﷺ نے یہ بھی اجازت دی تھی اُن کو کہ تم پردہ اُٹھا سکتے ہو اِذنک ان ترفع یا آذنک ان ترفع الحجاب کہ یہ جو میرا پردہ پڑا رہتا ہے تو اس کو تم ہٹا سکتے ہو[1] اور وہ آتے بھی ہوں گے تکلف سے، بے تکلف تو گھسے وے نہیں آتے ہوں گے۔ آدمی اگر بہت سلیقے کا ہو بہت سمجھدار ہو وہ پردہ بھی اُٹھائے گا تو اِس انداز سے اُٹھائے گا کہ آہستہ آہستہ (اس خیال سے کہ) اگر مجھے منع کرنا ہوگا تو منع فرمادیں گے۔ یہ تو نہیں کیا ہوگا انہوں نے کہ ایک دم پردہ اُٹھا کر اندر داخل ہو جائیں اور یہ بھی نہیں ہے یہاں کہ بعد میں اِنہوں نے اس پر عمل کیا یا نہیں کیا لیکن رسول اللہ ﷺ کی

---

[1] اس کا یہ مطلب نہیں کہ زنان خانہ میں آنے کی اجازت دی گئی ہے۔

شفقت اعتماد اور قرب اتنا زیادہ تھا کہ ان کو اس حد تک اجازت عطا فرمادی تھی اور دوسرے صحابی حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں "صاحبُ سرّ رسول اللّٰہ ﷺ" ان کو کہا جاتا ہے کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار ہیں کیونکہ بہت سی باتیں ایسی آپ ان سے فرمادیا کرتے تھے جو عام نہیں بتائی جاتی تھیں فتنوں کے بارے میں اور دیگر واقعات کے بارے میں جو آگے پیش آنے والے ہیں اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کی خبران کو دی تھی اس لیے یہ "صاحبِ سرّ رسول اللّٰہ ﷺ" کہلائے تو وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ جو مشابہ دیکھا ہے دَلّاً وسَمتاً وھَدیاً "دَلّ" کا مطلب تو ہوتا ہے ادائیں، انسان کی ادائیں جو ہوتی ہیں ان میں میں نے ان کو مشابہ دیکھا ہے "سَمت" جو ہے وہ گویا ظاہری مشابہت نشانات سے اور سیرت، یہ کہا جاسکتا ہے۔ "ھدیا" کا مطلب طبعًا تو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اداؤں میں بھی ملتے جلتے تھے اور سیرت اور طریقے میں بھی ملتے جلتے تھے۔ فرماتے ہیں من حین یخرج من بیتہ الی ان یرجع الیہ جب وہ گھر سے باہر آتے تھے اور گھر لوٹ کر جاتے تھے اس وقت تک ہم جو دیکھتے تھے تو ہمیں یہی محسوس ہوتا تھا، ہاں گھر میں وہ کیا کرتے تھے لاندری مایصنع فی اھلہ اذا خلا گھر میں جانے کے بعد جب وہ خلوت میں ہوں تو اُن کا کیا طریقہ تھا یہ ہمیں نہیں معلوم، اس کے بارے میں ہم نہیں کہتے کچھ بھی، مطلب یہ ہے کہ ان کی تعریف میں ہم وہ بات کر سکتے ہیں جس کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو وہ ہم نے یہ دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام چیزوں میں جو سب سے زیادہ ملتے جلتے تھے تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت عمرؓ کا کوفہ کے لیے ان کو منتخب فرمانا :

بہت بڑے عالم تھے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ بھیج دیا تھا وہاں (یعنی عراق میں) جو مجاہدین تھے ان کے لیے ایک علاقہ بنالیا تھا خاص کرلیا تھا تو اس میں بھیج دیا کہ آپ وہاں رہیں پڑھائیں وہاں عرب قبائل اور مجاہدین صحابہ کرام اُن کی اولاد یہ حضرات تھے۔ اِن (مجاہدین) کو انہوں (یعنی حضرت عمرؓ) نے یہ تحریر فرمایا تھا جس جگہ کی آب وہوا یہاں (عرب) کی آب وہوا کے موافق ہو وہ خطہ انتخاب کرلیں تو انھوں نے یہ (کوفہ کا) علاقہ انتخاب کیا تو وہاں پر انھوں نے زمینیں الاٹ فرمادیں تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام وہاں رہتے رہے یہ بہت بڑی تعداد ہے دنیا میں کہیں ایسا مجمع نہیں ملتا اتنے حضرات صحابہ کرام کا، اس سے کچھ فاصلے پر اور شام کے درمیان عراق ہی میں ایک علاقہ ہے "قرقیسیہ" وہاں چھ سو صحابہ کرام تھے اتنی بڑی تعداد کا ایک شہر میں جمع ہوجانا اس کی مثال اور کوئی نہیں۔ (باقی صفحہ ۹ پر)

طلبا کا تیسرا فرض :

طلبا کا تیسرا فرض جو سب سے اہم ہے یہ ہے کہ وہ دینی معلومات حاصل کریں۔ ہم اس دنیاوی زندگی کے آرام سے گزارنے کے لیے اتنے جتن کرتے ہیں ہر قسم کی کوشش اور بے انتہا محنت کرتے ہیں حالانکہ اس دنیاوی زندگی کا پل بھر کا بھی بھروسہ نہیں ہوتا۔ لیکن اُس جہان میں آرام وراحت حاصل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتے جو لافانی ہے۔ ہم اپنے ظاہری لباس وضع قطع کو اور اپنے جسم کو سنوارتے ہیں اور جس روح سے اس کی بقاء ہے اس کی حالت درست کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے ہم اپنے جسم کو کھلاتے پلاتے ہیں اور کبھی رُوحانی غذا رُوح کو نہیں پہنچاتے تو کیا جسم و دنیا کی طرف اتنی توجہ اور روح و آخرت سے اتنی غفلت درست ہے؟ یقیناً درست نہیں۔ اس لیے ہر طالب علم کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اگر اس نے علم دین سے واقفیت حاصل نہیں کی تو اس کا علم ہرگز کامل نہیں۔

علمِ دین اس علم کا نام ہے جس میں ہمیں جناب رسالتمآب ﷺ نے وہ باتیں بتلائی ہیں جو خدا کو پسند اور ناپسند ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے خدا کی رحمت اور خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور عمل نہ کرنے سے بندہ اس کی ناراضگی اور قہر وغضب کا مستحق ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی خوشنودی سے نوازے اور غضب سے پناہ میں رکھے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

☆☆☆

بقیہ : درس حدیث

نہ بصرہ میں تھے اتنے، نہ شام میں نہ دمشق میں تھے اتنے، نہ مصر میں تھے بلکہ پورے ملک مصر میں اتنے صحابہ کرام تین سو تک یا اس کے لگ بھگ تعداد ذکر کی گئی ہے جو پہنچے ہیں اور یہاں ایک شہر (یعنی کوفہ) میں اتنے جمع ہوگئے تو ان کو وہاں بھیجا اور (اہلِ کوفہ کو) یہ تحریر فرمایا **اٰثرتکم بعبد اللّٰہ علٰی نفسی** . میں نے عبداللہ ابن مسعودؓ کو جو تمہارے پاس بھیجا ہے تو اپنے اُوپر تمہیں ترجیح دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فقہ حنفی کا مدار ہیں :

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو علم اور فہم اور فقاہت سے نوازا تھا اور اِن کا فیض بہت چلا اس لیے کہ مذہب حنفی کا مدار جو ہے وہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہی ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ساری دُنیا میں چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں آخرت میں ان حضرات کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء.............................

☆☆☆